مصنوعی تولید اور ٹیسٹ ٹیوب بے بی کا شرعی حکم

قسط اول:

بسلسلہ علمی تحقیقی مجلس ادارہ غفران راولپنڈی

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں! مصنوعی تولید اور ٹیسٹ ٹیوب بے بی کی شرعی حیثیت مدلل انداز میں بتلا دی جائے اور اگر کوئی اختلاف ہو تو اس کی نشاندہی اور اس کے طریقۂ کار پر روشنی ڈال دی جائے؟

الجواب: اصل مسئلہ کے جواب اور اس پر روشنی ڈالنے سے پہلے مناسب ہے کہ اس سلسلہ میں ایک ضروری تمہید ملاحظہ کر لی جائے۔

ضروری تمہید:

وہی اولاد نعمت ہے جو شرعی طریقہ کے مطابق حاصل ہو، اور جو غیر شرعی طریقہ پر حاصل ہو نعمت نہیں قرار دیا جا سکتا، نیز عفت اور نسب کی حفاظت کا اسلام میں خاص اہتمام کیا گیا ہے اس وجہ سے زنا ناجائز وحرام ہے اور اس کے نتیجے میں حاصل ہونے والا بچہ زانی سے ثابت النسب ہوتا ہے، اور زانی کا بچہ نہیں کہلاتا۔ مزید یہ کہ اگر کسی کی منکوحہ سے کوئی شخص زنا کرے اور بعد میں بچہ پیدا ہو تو یہ بچہ زانی کا نہیں کہلائے گا، اس بچہ کا نسب منکوحہ کے شوہر سے ثابت ہوگا۔

ایک انسان کا پانی (یعنی منی) دوسرے انسان کے پانی سے مخلوط نہ ہو، بلکہ صرف ایک ہی اور اس کی شرعی منکوحہ کے پانی سے بچہ کی پیدائش ہو، اس چیز کا شریعت میں بہت خیال رکھا گیا اسی لئے شریعتِ مطہرہ نے یہ مسائل بیان کئے ہیں کہ مطلقہ حاملہ عورت کی عدت بچہ کی پیدائش، حمل کی پیدائش سے پہلے کا نکاح جائز نہیں۔ اگر کوئی عورت مسلمان ہو کر مسلمانوں کے ملک میں ہجرت کر کے آجائے، تو اس کا نکاح سابق کافر شوہر سے ٹوٹ جاتا ہے، اور اس کے لئے عدت نہیں ہوتی، لیکن اگر وہ حاملہ ہو، تو حمل کی پیدائش تک اس سے نکاح جائز نہیں، تاکہ ایک انسان کے پانی کے ساتھ دوسرے انسان کا پانی نہ ملے، نیز ایک شرعی مسئلہ یہ ہے کہ اگر بے نکاحی عورت زنا کی وجہ سے حاملہ ہو جائے، اور اس سے زانی کے علاوہ کوئی دوسرا شخص نکاح کرے، تو اس شخص کے لئے جائز نہیں کہ اس حاملہ منکوحہ سے حمل کی پیدائش تک جماع کرے۔

کسی دوسرے کے بیٹے یا بیٹی کو اپنی طرف منسوب کرنا اور اپنے آپ کو ان کا باپ کہنا جائز نہیں ہے، اسی بناء پر لے پالک بیٹے کے نسب، وراثت اور نکاح وغیرہ کے احکام میں کوئی حیثیت نہیں ہے۔

ان تمام باتوں سے معلوم ہوا کہ شریعت کی رُو سے افزائش نسل کا ہر ایک ذریعہ خواہ کسی بھی طریقے سے ہو محمود نہیں، بلکہ یہ عمل تو جانوروں میں رائج ہے کہ ایک ہی جنس کے جانوروں کی تلقیح کے ساتھ ساتھ مختلف جانوروں کی تلقیح کی جاتی ہے، اور نئے قسم کے جانور وجود میں آتے ہیں، جانور چونکہ شریعت کے احکامات کا مکلف نہیں ہیں، اور نہ ہی ان کے نسب کی حفاظت کی جاتی ہے، اور نہ ہی ان کے ماں باپ کو پہچانا جاتا ہے، اور اس کے ساتھ ساتھ ان کے لئے ستر پوشی کا حکم بھی نہیں ہے، بس قدرت نے فطری اور خلقی طور پر ان کے لئے جو ستر

پوشی کردی ہے، وہی ان کے لئے کافی ہے، لیکن انسان اشرف المخلوقات ہے، ہر مذہب میں نسب وخاندان کی حفاظت، ستر پوشی اور شرم وحیاء کے احکامات موجود ہیں، صحیح عقل اور انسانی فطرت بھی اس بات کا تقاضا کرتی ہے، کہ عمل تولید کے سلسلے میں انسان اور جانور میں واضح فرق ہو، اورانسان اپنی اولاد کے سلسلے میں یہ کہہ سکے کہ یہ خالص میری اولاد ہے، اور والد کی فطری صفات اس کی اولاد میں منتقل ہوں، والدین کے دل میں اولاد کے لئے محبت وشفقت کے جذبات موجود ہوں، اور اولاد کے دل میں والدین سے وفاداری اور اطاعت کے جذبات موجود ہوں، اور اولاد اپنے والدین کی طرف منسوب ہونے میں اور ان کی صفات پر فخر کر سکے۔

یہ بات اسی وقت ممکن ہے، جبکہ انسانوں میں توالد اور تناسل کا سلسلہ اسی طرز پر باقی رکھا جائے، جس کی شریعت اور مذہب نے اجازت دی ہے، اس کے خلاف کرنے میں اگر ہر ممکن طریقہ پر عمل کیا جائے گا اور مصنوعی تولید کی ہر صورت کو رائج کیا جائے گا تو انسانوں اور جانوروں میں کوئی فرق نہیں رہے گا، خاندانی نظام ختم ہو جائے گا، ستر پوشی اور شرم وحیاء، پامال ہو جائے گی، اور والدین اور اولاد کے تعلق اور تقدس ومحبت کے رشتے ختم ہو جائیں گے۔

یورپ وامریکہ وغیرہ کے اندر مصنوعی تولید اور ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے طریقوں کو تجارتی مقاصد اور نوع بشری کی خوبصورتی کے نام سے پھیلایا جارہا ہے، نیز مختلف اغراض کے لئے انسانی نطفوں کے بینک بھی قائم ہو چکے ہیں۔ جہاں ٹیکنیکل طریقہ پر مردوں کے نطفوں کو محفوظ رکھا جاتا ہے اور ایک طویل مدت تک بار آور رہتا ہے، یہ نطفے معین یا غیر معین اشخاص سے رضا کارانہ طور پر یا بالعوض حاصل کئے جاتے ہیں، اور اس کے نتیجے میں بے شمار مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔

اور یہ ظاہر ہے کہ اسلام ان چیزوں کی قطعاً اجازت نہیں دیتا۔

اس میں شبہ نہیں کہ مصنوعی تولید اور ٹیسٹ ٹیوب بے بی کا طریقہ کوئی فطری نہیں اور اسی وجہ سے بعض حضرات نے اس کو حال میں ناجائز قرار دیا ہے، لیکن ممانعت کی یہ کوئی معقول اور قوی دلیل نہیں ہے، کسی معقول ضرورت اور تقاضا کے وقت ہر غیر فطری صورت اختیار کرنے کو ناجائز قرار نہیں دیا جاسکتا، جبکہ شرعی حدود وقیود کا لحاظ کر لیا جائے! اور یورپ وامریکہ وغیرہ میں رائج غیر شرعی اُمور سے مکمل اجتناب کیا جائے۔

اس لئے بہر حال مصنوعی تولید اور ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے عام رواج سے تو بچنے کی ضرورت ہے، البتہ ایسی مجبوری کی صورت میں جبکہ اولاد کی ضرورت ہو اور اس کے بغیر کوئی شخص پریشان ہو اور اس طریقہ کے بغیر "مثلاً ماہرین کی رائے میں دوسری ممکنہ تدابیر غیر مؤثر ہوں" اولاد کا حصول نہ ہو رہا ہو، شرائط کے ساتھ مخصوص صورتوں میں محدود اجازت دی جاسکتی ہے۔

چنانچہ رابطہ عالم اسلامی کی اسلامک فقہ اکیڈمی نے اپنے ایک فیصلہ میں تحریر کیا:

مصنوعی بارآوری میں عام طور پر حتی کہ اس کی جائز شکلوں میں بھی دوسرے امور وابستہ ہوتے ہیں، نطفوں یا بارآور حصوں کے ٹیسٹ ٹیوب میں اختلاط کے امکانات ہوتے ہیں، بالخصوص جب کہ یہ کام کثرت سے اور عام ہو جائے۔ اس لئے اکیڈمی دین کا جذبہ رکھنے

والوں کونصیحت کرتی ہے کہ وہ اس طریقۂ کارکو اختیار نہ کریں الا یہ کہ انتہائی سخت ضرروری ہو،اور آخری درجہ اور نطفوں یا بارآور حصوں کے اختلاط سے مکمل تحفظ کے ساتھ اختیار کیا جائے (رابطہ عالم اسلامی کی اسلامک فقہ اکیڈمی کے اہم فقہی فیصلے ،بحوالہ عصر حاضر کے پیچیدہ مسائل ص۱۵۳،ص۱۶۶،ترتیب مولانا مجاہد الاسلام قاسمی صاحب)

(۱)...... فقال رسول الله ﷺ لا دعو ة فی الاسلام ذهب امر الجا هلية الولدللفراش وللعاهر الحجررواه ابو داؤد .(مشكوٰة ص ۲۸۸)

قال رسول الله ﷺ يوم حنين:لا يحل لا مرئ يومن بالله واليوم الاخران يسقى ماء ه زرع غيره يعني اتيان الحبالى .(مشكوٰةص ۲۹۰)

قال رسوال الله ﷺ من ادعى الى غير ابيه وهو يعلم فالجنة عليه حرام متفق عليه وفى رواية ايما امرأة ادخلت على قوم من ليس منهم فليست من الله فى شيئ ولن يدخلها الله جنة رواه ابو داؤد .(مشكوٰة ص ۲۸۷)

وفى رواية هو اخوک يا عبد بن زمعة من اجل انه ولد على فراش ابيه متفق عليه .(مشكوٰة ص ۲۸۷)

(۲) ......وفى الدرالمختار : ومن هاجرت الينا مسلمة او ذمية حاملا بانت بلا عدة فيحصل تزوجها اما الحامل فحتى تضع على الا ظهر لا للعدة بل لشغل الرحم بحق الغير. (ج ۳،ص ۱۹۳)

وفى الشامية(قوله على الاظهر) مقابله رواية الحسن انه يصح نكا حها قبل الوضع لا يقربها زوجها حتى تضع كالحبلىٰ من الزنى ورجعها الا قطع لكن الاولى ظاهر الرواية وصححهما الشارحون وعليها الا كثر بحر. (ج۳، ص۱۹۳)

الا قرار بالو لدالذى ليس منه حرام كالسكوت لا ستلحاق نسب من ليس منه بحر وفيه متى سقط اللعان بوجه ما او ثبت النسب بالا قرار او بطريق الحكم لم ينتف نسبه ابدا .(ج۳، ص ۴۹۳)

(۳)......التلقيح الصناعى مما يضطر اليه الزوجان المحتاجان اليه بحيث يعسر استغنائهما عن العمل به حتى عمت بذالک البلوىٰ،فهذه المسئلة تندرج تحت السبب السا بع من الاسباب العامة لعموم البلوىٰ وهو الضرورة والعموم هنا آت من شمول وقوع الحا دثة للزوجين فى عموم احوالهما بحيث يلزم من القول بعدم الجواز الحاق المشقة العامة بهما......وقبل البحث فى هذه العلاقة لا بد من الاشارة الى طرق التلقيح الصناعى المعروفة هذه الا يام لتتضح العلاقة بعد ذالک ،وهذه الطرق سبع وهى:

الطريقة الاولى:ان يجرى تلقيح بين نطفة ما خوذة من زوج ، وبيضة ما خوذةمن امرأة ليست زوجته،ثم تزرع اللقيحة فى رحم زوجته.

الطريقة الثانية: ان يجرى التلقيح بين نطفة رجل غير الزوج ،وبيضة الزوجة،ثم تزرع تلك اللقيحة فى رحم الزوجة.

الطريقة الثالثة: ان يجرى تلقيح خارجي بين بذرتى زوجين ،ثم تزرع اللقيحة فى رحم امرأة متطوعة لحملها.

الطريقة الرابعة: ان يجرى تلقيح خارجي بين بذرتى رجل اجنبى ،وبيضة امرأة اجنبية،وتزرع اللقيحة فى رحم الزوجة.

الطريقة الخامسة: ان يجرى تلقيح خارجي بين بذرتى زوجين،ثم تزرع اللقيحة فى رحم الزوجة الا خرىٰ.

الطريقة السادسة: ان تؤخذ نطفة من زوج ، وبيضة من زوجته،ويتم التلقيح خارجيا ثم تزرع اللقيحة فى رحم الزوجة.

الطريقة السابعة:ان تؤخذ بذرة الزوج،وتحقن فى المو ضع المناسب من مهبل زوجته،اورحمها تلقيحا داخليا .

اذا تقررت هذه الطرق فان العلا قة بين هذه السالة و المسائل الا صولية،او القواعدالفقهية تبرز فى جهتين:

الجهة الاولى: علا قتها بصلة عموم البلوىٰ بالمسا ئل الا صولية،وتتمثل هذه العلاقة فى صلة عموم البلوىٰ بسد الذرائع وفتحها ،حيث ان عموم البلوىٰ و التيسير عنده غيره معتبر فى الطرق الخمس الاول للتلقيح الصناعى،لكونها محرمة لذاتها،اولما يتر تب عليها من مفاسد عظيمة،كا ختلاط الا نساب ،وضياع الامو مة وغيرها،فيكون فى عدم اعتبار التيسير فى حال عموم البلوىٰ سدللذريعة.

واما الطريقتان السادسة و السا بعة،فان اعتبار عموم البلوىٰ فيهما ،و التيسير عنده لايترتب عليه محذورشرعى ،اذااخذت الا حتياطات اللا زمة عنداجراء التلقيح وبعد ،فيكون فى اعتبار التيسيرفى حال عموم البلوىٰ حينئذ فتح للذريعة.

الجهة الثا نية:علاقتها بصلة عموم البلوىٰ بالقواعدالفقهية،وتتمثل هذه العلا قة فى صلة عموم البلوىٰ بقا عدة المشقة تجلب التيسر ،وقا عدة لاضر رو لا ضرار ،حيث ان التلقيح الصناعى فى الطرق الخمس الاول لا يعتبر من قبيل عموم البلوىٰ المعتبر سببا فى التيسير ،لفقده شرطا من شروط اعتبار عموم البلوىٰ سببا فى التيسير،وهو ان لايكون اليه بعموم البلوىٰ معصية،والعمل فى غالب هذه الطرق الخمس عمل بمعصية،ان لم يكن جميعا،والا ضطرار فيه غير معتبر حتى يقال بالا ستثناء.

اضافة الى ان العمل بالتلقيح الصناعى فى تلك الطرق الخمس الاول قد فقد شرط اليه عموم البلوىٰ من قبيل الضرر الذى تلزم ازالته،اذانه يترتب على التيسير بالقول بالعموم دفعا للضرر عن الزوجين مثلا الحاق ضرراعظم من اختلاط الانساب،وضياع الامو مة ذالك ،فلا يعتبر استعمال التلقيح الصناعى هنا من قبيل عموم البلوىٰ المعتبر من قبيل الى الذى تلزم ازالته،وحينئذ فهذا الحكم هنا داخل تحت الضا بط المتعلق بعموم البلوىٰ اذ التكليف به من قبيل الضرر المنطوى تحت قاعدة"اذا تعارض مفسد تان روعى اعظم ضرر

ابار تكاب اخفهما" او "الضرر الا شديزال بالضرر الا خف" ونحو ذالك . واما الطريقتان السادسة والسابعة من الطرق المذكورة للتلقيح الصناعي .(اى ان تؤخذ نطفة من زوج وبيضة من زوجته وتم التلقيح خارجيا ثم تزرع اللقيحة فى الزوجة،او ان تؤخذ بذرة الزوج وتحقن فى الموضع المناسب من مهبل زوجته او رحمها ته داخليا،محمد رضوان)

فان اعتبار عموم البلوى فيهما ظاهر،حيث ان القول بعدم الجواز حينئذ بناء على انها ليس من الطرق المعروفة شرعا لـلا نـجاب ،ولا حتمال التلاعب حينئذ عند الا حتفاظ بالنطفه ثلا جات ونحوها،او لا حتمال اختلاط النطف ،او غير ذلك من المفاسد ،يؤدى هذا الى عسر استغناء الزوجين عن هذا لا جراء فتهم بلواهما به،فتلحقهما المشقة ...... فيكون فى القول بجواز استعمال ها تين الطريقتين للتلقيح الصناعى تيسير على زوجين دفع للضرر عنهما مما هو داخل تحت قاعدة المشقة تحلب تيسرالخ، وقا عدة لاضرر ولا ضرار ، خاصة وقد تحققت شروط اعتبار عموم البلوى فى هذه القضية .وذلك...... سببا فى التيسير ،اوبا عتبار التكليف عنده من قبيل الضرر الذى تلزم ازالته.

(عموم البلوىٰ ص ٤٧٨ تا ٤٥٦،١ ، تاليف :مسلم بن محمد بن ماجد الدو سر ى مطبوعه مكتبة الرشد ،الرياض،بحواله:قرارات مجلس المجمع الفقهى الاسلامى لرابطة العالم الاسلامى ، من دورته الاولى لعام ١٣٩٨ ھ ، حتى الدورة الثا منة عام ١٤٠٥ ھ ص ١٥٢ ،١٥٦،١٥١ ،وقرارات وتو صيات مجمع الفقه الاسلامى ١٤٠٦ ھ، ١٤٠٩ ھ ص ٣٢، ٣٣ .فتاوىٰ على الطنطا وى ص ١٠٢)

(٣) ......واما ما ذكر مما يكن ان يترتب عليهما من مفاسد فيمكن تلافى هذه المفاسد اتخذت الا حتياطات الا تية:(١) ......ان يتم التلقيح بين زوجين فى حال قيام الزوجية .انتهى العقد بموت اوطلاق فلا يحل ذلك . (٢)......ان يقوم بهذا التلقيح امراة طبيبة مسلمة ثقة فان لم يتيسر فطبيبة غير مسلمة ثقة،فان لم يتيسر فطبيب مسلم ثقة فان لم يتيسر فطبيب ثقة غير مسلم .(٣)......اتحاذ كافة الا حتياطات اللا زمة لعدم اختلاط النطف وعدم الا حتفاظ بالمنى فى الثلا جات بل اجراء التلقيح فور اخذه من الزوج ووضعه فى الزوجة ...... كما ان هذه المفاسد محتملة والمصالح متحققة ولا تترك المصلحة المتحققة لمفسدة محتملة ولذ لك صرح كثير من العلماء والبا حثين المتا خرين بذلك التفصيل السابق فى موضوع استعمال التلقيح الصناعى وما تضمنه من قيودقيود واحتياطات ......وينبغى فى كل ذلك ملا حظة تحقق عموم البلوىٰ ممثلا فى الضرورة لا ان يكون متوهما فاستعمال التقيح الصناعى لاغراض تجارية اولا جل تحسين النوع البشر ى او لتلبية رغبة

الا مومة لدى نساء غير متزوجات ونحو ذلک لا يعتبر من قبيل الضرورة المعتبرة شرعا . ولذا فان عموم البلوى فيها غير معتبر ، لعدم تحققه فهو هنا امر متوهم.

(عموم البلوى ص ۴۸۲ ، ۴۸۱ بحواله الفتاوىٰ للشيخ محمود شلتوت ص ۳۲۷ ، ۳۲۸، ۳۲۹ وبحوث فی الشريعة الاسلامية والقانون فی الطب الاسلامی ص ۱۲۰ ، ۱۲۱ ،قرارات مجلس المجمع الفقهی الاسلامی لرابطة العالم الاسلامی ، من دورته الاولى لعام ۱۳۹۸ ھ، حتى الدورة الثامنة عام ۱۴۰۵ ھ ص۱۵۴، ۱۵۵ ، ۱۵٦ .وقرارات وتوصيات مجمع الفقه الاسلامی ۱۴۰٦ ھ، ۱۴۰۹ ھ ص ۳۲، ۳۳ .واخلاقيات التلقيح الصناعی س ۴۵ ، ۴٦ مجلة الوعی الاسلامی العدد العاشر ص ۸۷والعدد السادس والستون ص ۱۰۳ ، ۱۰۴ ،مجلة رسالة الاسلام العدد الثانی والعشرون ص ۸ ،مجلة الفكر الاسلامی العدد العاشر ص ۱۲۱، ۱۲۲)

(۵) ......التلقيح الصناعی مما يضطر اليه الزوجان المحتا جان اليه بحيث يعسر استغناؤ هما عن العمل به حتى عمت بذالک البلوى .(عموم البلوى ص۴۷۸)

(٦) ......ويستخدم التلقيح الصناعی فی الحالات التا لية:

١. .اذا كان عدد الحيوانات المنوية لدى الزوج قليلا ،فتجمع ثم تدخل الى رحم زوجته.

٢. .اذا كانت حموضة المهبل تقتل الحيوانات المنويةبصورة غير اعتيادية.

٣. .اذا كانت هناک تضاد بين خلايا المهبل والحيوانات المنوية مما يوذيه الى موتها.

۴. .اذا كانت افرازات عنق الرحم تعيق ولو ج الحيوانات المنوية.

۵. .اذاا صيب الزوج بمرض ادى الى اصابته بالعنة وهی عدم القدرة على الا يلاج مع قدرته على افراز حيوانات منويه سليمة.

(عموم البلوىٰ ص ۴۷۷ ، تاليف مسلم بن محمد ما جد الدوسری .مكتبة الرشد الرياض بحواله اخلاقيات التلقيح الا صطناعی ص ۴۵ ، اطفال الا نابيب بين العلم والشريعة ص ۳۷ ، ۳۸)

مصنوعی تولیداور ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے طریقے اوران کا شرعی حکم:

اس وقت مصنوعی تولیداور ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے عموماً سات طریقے رائج ہیں۔حلت وحرمت اورشرعی حکم کے اعتبار سے مصنوعی تولیداور ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے بارے میں ’’اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ‘‘ نے نہایت غور وخوض اور تفصیلی بحث کے بعد اپنی قرارداد نمبر ۱٦/۴/۳) اس طرح منظور کی ہے:

''اس دور میں مصنوعی تولید کے مندرجہ ذیل سات طریقے معروف ہیں:

(۱)......نطفہ شوہر کا ہو اور کسی ایسی عورت کا بیضہ لیا جائے جو اس کی بیوی نہ ہو اور پھر تلقیح کا عمل کرنے کے بعد اسی شوہر کی بیوی کے رحم میں رکھا جائے۔

(۲)......کسی شخص کی بیوی کا بیضہ لے کر اس کے شوہر کے سوا کسی اور شخص کے نطفے سے تلقیح کا عمل کر کے اس کو اسی بیوی کے رحم میں رکھا جائے (جس سے بیضہ لیا گیا تھا)۔

(۳)......شوہر کا نطفہ اور بیوی کا بیضہ لے کر بیرونی طور پر ان کی تلقیح کی جائے اور پھر اس کو دوسری عورت کے رحم میں رکھا جائے، جس نے حمل کے لئے اپنی خدمات رضا کارانہ طور پر پیش کی ہوں۔

(۴)......کسی اجنبی شخص کے نطفے اور اجنبی عورت کے بیضے کے درمیان تلقیح کی جائے اور لقیحہ بیوی کے رحم میں رکھا جائے۔

(۵)......شوہر کا نطفہ اور بیوی کا بیضہ لے کر بیرونی تلقیح کی جائے اور اس دوسری بیوی کے رحم میں رکھا جائے۔

(۶)......نطفہ شوہر کا ہو اور بیضہ اس کی بیوی کا ہو ان کی تلقیح بیرونی طور پر پھر اسی بیوی کے رحم میں رکھا جائے۔

(۷)......شوہر کا نطفہ لے کر اسی کی بیوی کے مہبل یا رحم میں کسی مناسب اندرونی تلقیح رکھا جائے'' (قرار دادیں اور سفارشات ص ۴۵)

ان سات صورتوں کو سامنے رکھ کر جدہ فقہ اکیڈیمی نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی ''ان سات صورتوں میں سے پہلی پانچ صورتیں قطعاً حرام ہیں، یہ سارے پر بھی حرام ہیں اور ان مفاسد کی وجہ سے بھی حرام ہیں جو ان پر مرتب ہونے میں نسب کا اختلاط و خاندان اور نسل کا ضیاع اور دوسرے شرعی محظورات چھٹی اور ساتویں صورت کے بارے میں اکیڈیمی کی رائے یہ ہے کہ ضرور کے وقت ان طریقوں کے استعمال کی گنجائش ہے۔ بشرطیکہ تمام ضروری احتیاطی تدابیر کی گئی ہوں، واللہ اعلم'' (قرار دادیں اور سفارشات ص ۴۵)

اور رابطہِ عالمِ اسلامی مکہ مکرمہ کی اسلامک فقہ اکیڈمی نے بھی اپنے فیصلہ میں ان طے کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو ''عصر حاضر کے پیچیدہ مسائل کا شرعی حل ص ۱۶۰، آٹھویں اجلاس کا دوسرا فیصلہ) اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ میں دنیا بھر کے سر کردہ علماء شامل ہیں، انہوں نے اور ان اسلامی مکہ مکرمہ کی اسلامک فقہ اکیڈمی نے بھی مصنوعی تولید اور ٹیسٹ ٹیوب بے بی۔ ((۱) حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب دامت برکاتھم تحریر فرماتے ہیں: ٹیسٹ ٹیوب بے بی طریقہ کا جواز صرف اسی صورت میں ہے جب میاں بیوی کے نطفوں میں اور بیوی کے رحم ہی میں جنین نے بعد میں پرورش پائی ہو، اس کے علاوہ باقی تمام صورتیں ہے۔ (مریض و معالج کے اسلامی احکام، باب بیالیس/۴۲، صفحہ ۲۸۵، تاریخ اشاعت ۲۰۰۶ء))

کی اجازت دی ہے، اور جواز کی یہ دونوں صورتیں زوجین اور ان کے نطفوں کے اختلاط کے ساتھ خاص ہیں، اس لئے دونوں اکیڈمیوں کی قرار دادیں اور فیصلے بہت اہمیت کے حامل ہیں، اور بوقتِ ضرورت حاجت مندوں کو احتیاطی تدابیر کے ساتھ ان پر عمل کرنے کی گنجائش ہے۔

زوجین کو مصنوعی تولید کا طریقۂ کار اختیار کرنے کی وجوہات:

ماہرین کے مطابق مصنوعی تولید اور ٹیسٹ ٹیوب بے بی کو زوجین کے لئے مندرجہ ذیل صورتوں میں اپنایا جاتا ہے۔

(۱)......شوہر کے مادہ منویہ میں جرثوموں کی مقدار تھوڑی ہو۔شوہر کے جرثوموں کو جمع کر کے اس کی بیوی کے رحم تک پہنچایا جائے۔

(۲)......بیوی کے مہبل کی تیزابیت مادہ منویہ کے جرثوموں کو مار دے۔

(۳)......شوہر اور بیوی کے جرثوموں میں تضاد ہو جس کی وجہ سے ان جرثوموں کی موت واقع ہو جاتی ہو۔

(۴)......بیوی کے رحم کا منہ تنگ ہو مرد کے مادہ منویہ کو اندر داخل ہونے سے روکے۔

(۵)......جرثومے موجود ہونے کے باوجود شوہر کے اندر کوئی ایسی بیماری و کمزوری ہو کہ وہ اپنا مادہ منویہ مباشرت کے دوران عورت کے مناسب مقام تک نہ پہنچا سکے۔ **(عموم البلوی ص ٤٧٧، تالیف مسلم بن محمد بن ماجد الدوسری بحوالہ اخلاقیات التلقیح الا صطناعی ص ٤٥، واطفال الا نابیب بین العلم والشریعة ص ٣٧، ٣٨)**

مذکورہ وجوہات میں اکثر صورتیں بیماری میں داخل ہیں اور بیماری کا علاج شرعاً ایک جائز مقصد ہے جبکہ مذکورہ جائز صورتوں کا ہی انتخاب کیا جائے۔

ملحوظ رہے کہ یورپ وغیرہ میں زوجین کے علاوہ دوسرے اجنبی مرد عورت کے مادوں میں بھی اختلاط کیا جاتا ہے، جو کہ شرعاً جائز نہیں۔

ضرورت سے زائد غیر تلقیح شدہ بیضات:

اس سلسلہ میں جدہ فقہ اکیڈمی کی جنرل کونسل نے اپنے چھٹے اجلاس منعقدہ جدہ سعودی عرب، مورخہ ١٧۔٢٣ شعبان ١٤١٠ھ بمطابق ١٤۔٢٠ مارچ ١٩٩٠ء میں جو قرارداد منظور کی، وہ مندرجہ ذیل ہے:

(۱)......اس علمی تحقیق کی روشنی میں کہ غیر تلقیح شدہ نسوانی بیضوں کو آئندہ استعمال کے لئے محفوظ رکھنا ممکن ہے، بیضوں کی مصنوعی بارآوری کے وقت یہ ضروری ہے کہ ہر مرتبہ بیضوں کی صرف اس مقدار پر اکتفاء کیا جائے جتنی فوری پیوندکاری کے لئے ضروری ہو، تاکہ زائد بیضوں کی موجودگی کا امکان ختم کر دیا جائے۔

(۲)......اگر تلقیح شدہ بیضوں میں سے کوئی کسی بھی طریقے سے زائد حاصل ہو جائے تو اس کو طبی توجہ کے بغیر ویسے ہی چھوڑ دیا جائے، حتی کہ اس زائد بیضہ کی زندگی طبعی طور پر پوری ہو جائے۔

(۳)......ایک عورت کے بیضے کی تلقیح دوسری عورت میں کرنا حرام ہے، اس سلسلے میں ایسی احتیاطی تدابیر اختیار کرنا لازم ہے جن کے تحت کسی عورت کا تلقیح شدہ بیضہ کسی غیر شرعی حمل میں استعمال نہ ہو سکے۔ واللہ اعلم

(قراردادیں اور سفارشات ص ١٤٢، ١٤٣)

زوجین کے تلقیح شدہ بیضات کوسوکن کے رحم میں داخل کرنا:

مذکورہ تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ شوہر وبیوی کی تلقیح کر کے سوکن کے رحم میں داخل کرنا جائز نہیں۔

یاد رہے کہ رابطہِ عالمِ اسلامی مکہ مکرمہ کی اسلامک فقہ اکیڈمی نے اپنے ساتویں سیمینار منعقدہ مورخہ ۱۱ تا ۱۶ ربیع الثانی ۱۴۰۴ھ کے اپنے پانچویں فیصلہ میں مذکورہ پانچویں صورت کو (جس میں میاں بیوی کے نطفوں کو بارآور کر کے اسی میاں کی دوسری بیوی کے رحم میں داخل کیا جائے) جائز قرار دیا تھا، چنانچہ تحریر کیا تھا:

''ساتواں طریقہ (جس میں شوہر وبیوی کے نطفہ وانڈے کو ٹیسٹ ٹیوب میں بارآور کرنے کے بعد اسی شوہر کی اس دوسری بیوی کے رحم میں داخل کر دیا جاتا ہے جو رحم سے محروم اپنی سوکن کی طرف سے حمل کا بار اٹھانے کے لئے رضا کارانہ طور پر خود کو پیش کرتی ہے) اکیڈمی کے اجلاس کے خیال میں ضرورت کے وقت اور مذکورہ عمومی شرائط کا لحاظ کرتے ہوئے یہ جائز ہے۔ مذکورہ تینوں جائز طریقوں میں اکیڈمی طے کرتی ہے کہ نومولود کا نسب نطفہ وانڈا دینے والے زوجین سے ثابت ہوگا، میراث اور دیگر حقوق ثبوتِ نسب کے تابع ہوتے ہیں، لہٰذا بچہ کا نسب جس مرد وعورت سے ثابت ہوگا، وراثت اور دیگر احکام بھی بچہ اور ان کے درمیان جاری ہونگے جن کے ساتھ بچہ کا نسب ثابت ہوا ہے۔ سوکن کی طرف سے حمل کے لئے رضا کارانہ تیار ہونے والی زوجہ (جو ساتویں طریقہ میں مذکور ہے) بچہ کے لئے رضاعی ماں کے درجہ میں ہوگی، کیونکہ بچہ نے اس کے جسم وعضو سے استفادہ اس سے کہیں زیادہ کیا ہے جتنا ایک شیر خوار بچہ مدتِ رضاعت (جس کی وجہ سے وہ رشتے حرام ہوجاتے ہیں، جو نسب کی وجہ ہوتے ہیں) کے اندر دودھ پلانے والی خاتون سے کرتا ہے۔

(ملاحظہ ''عصر حاضر کے پیچیدہ مسائل کا شرعی حل ص ۱۵۲، ص ۱۵۳)

((۱) حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب زید مجدہ نے بھی اس صورت کو جائز قرار دیا ہے جس میں زن وشوہر کا مادہ حاصل کیا جائے اور اس آمیزش کو اسی شوہر کی دوسری بیوی کے رحم میں منتقل کر دیا جائے (ملاحظہ ہو جدید فقہی مسائل ج ۵، ص ۱۴۳))

لیکن اس کے بعد اپنے آٹھویں اجلاس میں اس صورت کے جواز سے رجوع کر لیا اور اس سلسلے میں مستقل قرارداد منظور کی اس قرارداد کا مضمون یہ تھا: اکیڈمی کے آٹھویں اجلاس میں وہ اختلافی تبصریں پیش ہوئے جو اس موضوع پر اکیڈمی کے ساتویں اجلاس کی قرارداد کی مندرجہ ذیل دفعہ (۴) کی بابت بازارکان اکیڈمی کی جانب سے آئے تھے اس دفعہ عبارت یہ تھی:

''ساتواں طریقہ: (جس میں شوہر وبیوی کے نطفہ وانڈے کو ٹیسٹ ٹیوب میں بارآور کرنے کے بعد اپنی شوہر کی دوسری بیوی کے رحم میں داخل کر دیا جاتا ہے جو رحم سے محروم اپنی سوکن کی طرف سے حمل بار اٹھانے کے لئے رضا کارانہ طور پر خود کو پیش کرنا ہے) اکیڈمی کے اجلاس کے خیال میں ضرورت کے وقت اور مذکورہ عمومی شرائط کا لحاظ کرتے ہوئے یہ جائز ہے'' اس فیصلہ پر آنے والے تبصروں کا خلاصہ یہ ہے: دوسری زوجہ جس کے اندر پہلی زوجہ کا بارآور انڈا ڈالا گیا ہے، یہ ممکن ہے کہ اس انڈے پر کے بند ہونے سے پہلے اپنے شوہر کے ساتھ قریبی مدت کے اندر مباشرت کے نتیجہ میں وہ زوجہ دوبارہ حاملہ ہوجائے۔ پھر جڑواں بچے پیدا ہوں اور یہ معلوم نہ ہوسکے کہ اس

انڈے سے ہونے والا بچہ کون ہے اور شوہر سے مباشرت کے نتیجہ میں کون بچہ ہوا ہے، اسی طرح یہ معلوم نہیں ہو سکے گا کہ انڈے والے بچے کی ماں کون ہے اور شوہر کے ساتھ ہمبستری کے بچہ کی ماں کون ہے، اسی طرح بسا اوقات علقہ یا مضغہ کی صورت میں کسی ایک حمل کی موت ہو جائے اور دوسرے حمل کی ولادت کے ساتھ ہی وہ ساقط ہو تو معلوم نہیں ہوگا کہ وہ انڈے کا بچہ ہے یا شوہر کی مباشرت کے حمل کی ولادت کے ساتھ ہی وہ ساقط ہو تو معلوم نہیں ہوگا کہ وہ انڈے کا بچہ ہے یا شوہر کی مباشرت کے حمل کا بچہ ہے، یہ صورتحال حقیقی ماں کے تعلق سے دونوں حملوں کے درمیان اختلاطِ نسب پیدا کرے گی اور اس پر مرتب ہونے والے احکام میں التباس ہوگا، یہ ساری باتیں ضروری قرار دیتی ہیں کہ مذکورہ طریقہ کی بابت اکیڈمی اپنا فیصلہ نہ دے۔ اکیڈمی نے حمل وولادت کے ماہرین اطباء کی آراء بھی پیشِ نظر رکھیں جو انڈے کی حاملہ عورت کے لئے شوہر سے مباشرت کے نتیجہ میں دوبارہ حاملہ ہو جانے کی امکان کی تائید کرتی ہیں، اور مذکورہ تبصرہ کے مطابق اختلاطِ نسب کا خدشہ پیدا ہوتا ہے۔

اس پر بحث ومناقشہ کے بعد اجلاس طے کرتا ہے کہ اکیڈمی کے ساتویں اجلاس منعقدہ ۱۴۰۴ھ کی اس بابت قرارداد میں مذکورہ جواز تیسری حالت جو بارآوری کا ساتواں طریقہ ہے کا فیصلہ واپس لیا جاتا ہے'' (ایضاً ص ۱۶۰، ص ۱۶۱)

اس سے معلوم ہوا کہ رابطہ عالمِ اسلامی مکہ مکرمہ کی اسلامک فقہ اکیڈمی کا فیصلہ بھی یہی ہے کہ زوجین کے نطفوں کی تلقیح سوکن کے رحم میں جائز نہیں۔

☆......☆......☆......☆......☆

......☆......﴿والدین کی قدر اکابرین کی نظر میں﴾......☆......

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی ان کے پاس آیا اور کہا کہ مجھ سے بڑا گناہ صادر ہو گیا اب کیا میرے لئے توبہ کا کوئی راستہ ہے؟ تو ابن عباسؓ نے فرمایا: کیا تیری ماں زندہ ہے؟ اس نے کہا نہیں انہوں نے فرمایا: ''تب الی اللہ وتقرب الیہ ما استطعت '' توبہ واستغفار کرو اپنے گناہوں کی معافی مانگو اور جس قدر ممکن ہو نیکیاں اور اچھے اعمال کر کے اللہ تبارک وتعالیٰ کو راضی کر لو'' پھر کسی نے ان سے پوچھا کہ آپ نے کیوں ان کی ماں کی زندگی کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: '' انی لا اعلم عملا اقرب الی اللہ عزوجل من بر الوالدۃ'' میں کسی ایسے عمل کو نہیں جانتا جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ماں کے ساتھ نیکی کرنے کے عمل سے زیادہ محبوب ہو۔ (بر الوالدین ص ۴۷)

☆......☆......☆......☆......☆